

دیسپانی جمعہ

تسلیت علیہ

مدرسہ اعظم پاکستان، شاخ اہل سنت، القرآن و طریقت، سہیل شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

www.FaizAhmedOwaisi.com



بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

دیہاتی جمعہ

تہنیتیں لکھیں

عش المصطفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر عظیم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

() () () () ()

() () () ()

() ()

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال:

- (۱) جمعہ کی کُل کتنی رکعت ہیں؟
 (۲) جمعہ نفل ادا کرنے سے نمازِ ظہر کے فرض ضروری ہیں یا جمعہ نفل کیا ہے؟
 (۳) کتنی آبادی میں جمعہ فرض ہے آج کل گاؤں میں شرعی نوعیت کیا ہے جبکہ آبادی چار ہزار میں ایک مسجد ہو؟
 (صاحبزادہ مولانا محمد سعید احمد اویسی سرور والی، حیرانوالہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

الجواب: (منہ الہدایۃ والصواب)

- (۱) جمعہ فرض ہے نص قطعی سے ثابت ہے۔ جمعہ کی نماز فرض ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ مرد ہونا، آزاد ہونا، تندرست ہونا، مقیم ہونا۔ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، قلاموں پر فرض نہیں، جو بیمار ہو یا اُس کے ہاتھ پاؤں سلامت نہ ہوں، مسجد میں نہیں آسکتا ہو اُس پر فرض نہیں، قیدیوں پر فرض نہیں، مسافروں پر فرض نہیں۔
 اُس کی صحت ادا کے لئے یہ شرطیں ہیں۔ شہر ہو گاؤں میں صحیح نہیں، بادشاہ یا اُس کا نائب ہو اگر مسلمان اپنے اتفاق سے کسی عالم دین کو جمعہ پڑھانے کے لئے مقرر کریں تو وہ بھی بادشاہ یا اُس کے نائب کے قائم مقام ہوگا۔ ظہر کا وقت ہو اُس کے بعد صحیح نہیں، خطبہ ہو اُس کے بغیر بھی صحیح نہیں، جماعت ہو اُس کے بغیر صحیح نہیں۔
 جب کسی جگہ شرائط وجوب اور شرائط ادا ہوں تو جمعہ اُس وقت ظہر کے قائم مقام ہوگا یا اُس کا مسقط (نزل کی جگہ) اس کی دو رکعت فرض ہیں۔ چار سنتیں اُس سے پہلے اور چار سنتیں اور دو سنتیں کل چھ سنتیں بعد جمعہ۔
 (۲) جمعہ نفل کوئی شے نہیں البتہ جہاں جمعہ کی صحت ادا میں شک ہو۔ وہاں احتیاط الظہر ہے اس کی تفصیل آتی ہے۔
 (۳) دُر مختار میں ہے

ھی فرض عین یکفر جاہدا ہا بشبو قہا بالذلیل القطعی۔

ترجمہ: یہ فرض عین ہے اس کا منکر کافر ہے اس لئے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

احناف کے نزدیک جمعہ کی اقامت کے لئے مصر (شہر) شرط ہے۔

یعنی شرح بخاری میں ہے

ومذهب ابی حنیفۃ انه لاتصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القرى
ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ جمعہ مصر جامع یا مصلیٰ مصر کے بغیر جائز نہیں اور دیہات
میں جمعہ جائز نہیں۔

مصر "شہر" کی تعریف

مصر (شہر) کی تعریف میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

(۱) ہدیہ میں ہے

هو كل موضع له امير وقاض يقدر على اقامة الحدود وهذا هو ظاهر الرواية۔

ترجمہ: جہاں ایسا امیر و قاضی (حاکم) ہو جو اقامتِ حدود پہ قادر ہو اور یہی ظاہر الروایہ ہے۔

(۲) شرح وقایہ میں ہے

وهو ما لا یسع اکبر مساجده المکلفین بها وهو المفتی به۔

ترجمہ: مصر وہ جگہ ہے جہاں کی بڑی مسجدیں مکلفین (بالعین) سے پڑ ہو سکے۔

(۳) حضرت علامہ محمد حسن فاروقی مجددی معاصر امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

در مصر اختلاف بسیار است

ترجمہ: مصر کی تعریف میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

مذکورہ بالا دو قول نقل کر کے چند دیگر نقل فرماتے ہیں:

علما حی نوینند کہ مصر آلرا گویند کہ دار اہل حرفہ موجود باشند۔

ترجمہ: مصر اے کہتے ہیں جہاں اہل حرفت (کارگر) رہتے ہوں۔ (عوام، درکان، مستری) موچی وغیرہ وغیرہ۔

(۴) بعضے وئی گویند کہ مصر آب شہر را گفتمہ می شول کہ دار اور نہ

ہزار ہر مرن مکلف موجود باشند۔

ترجمہ: بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ مصر اس شہر کو کہا جاتا ہے جس میں کم از کم دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرد مکلف ہوں۔

(۵) بعض می گویند کہ مصر آن شہر را گفته می شون کہ در عرف نام

آب در شہر ہاشمیر دہ شون چوب بغداد و بخارا۔

ترجمہ: بعض فرماتے ہیں کہ مصر اُس شہر کو کہا جاتا ہے جو عرف میں شہر مشہور ہے جیسے بغداد، بخارا وغیرہ۔

خلاصہ

فقہاء کے اسی اختلاف کے پیش نظر بعض نے شہر کی شرط مقتود (ناپید) سمجھ کر جمعہ ہی ختم کر ڈالا ایسے حضرات اگرچہ قابل احترام تھے لیکن جمہور نے اُن کا قول غیر معتبر سمجھ کر قبول نہ کیا بلکہ اُن کی تردید میں ضخیم تصانیف و رسائل تحریر فرمائے۔ اس کی تفصیل فقیر نے ”احسن القری فی الجحد فی القری“ میں لکھی ہے۔

دور حاضرہ کے جمعات

آج کل شرعی امور میں بے راہ روی ہے۔ کوئی کسی کی نہیں مانتا جہاں جی چاہا جمعہ مقرر کر لیا۔ شرائط کی کوئی پرواہ نہیں وہابیوں غیر مقلدوں کے نزدیک بستیوں میں جمعہ جائز ہے ان کے شرعے بچنے کے لئے ہمارے سنی برادری مجبوری سے جمعہ شروع کر دیتے ہیں اُن کے لئے فقیر اُسی فقیر وہی کہتا ہے جو ہمارے امام احمد رضا فاضل بریلوی **قدس سرہ** فرما گئے۔ بحمد اللہ اہل انصاف و علم صاف جان جائینگے کہ حق سے متجاوز نہیں۔ ہم نہ اس کے خلاف عمل کر سکتے ہیں نہ زرنہار مذہب ائمہ مذہب چھوڑ کر دوسری بات پر فتویٰ دے سکتے ہیں۔ مگر دربارہ (دربارہ الے) عوام کے لئے فقیر کا طریق کار عمل یہ ہے کہ ابتداءً خود انہیں منع نہیں کرتا نہ انہیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش رکھتا ہے۔ ایک روایت پر صحت اُن کے لئے بس ہے وہ جس طرح خدا جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کا نام لیں غیبت ہے۔ مشاہدہ ہے کہ اس سے روکے تو وہ وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں آخر میں اہل علم کو انتباہ فرمایا کہ یہ عوام کا لانعام کے لئے ہے البتہ وہ عالم کہلوانے والے کو مذہب امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ حنفیہ کو پس پشت ڈالتے تصحیحات جما ہیر ائمہ ترجیح و فتویٰ کو پیٹھ دیتے اور ایک روایت نسادہ موجودہ موجودہ عنہا غیر صحیح کی بناء پر اُن جہاں کو وہ (دیہات) میں جمعہ قائم کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ ضرور مخالفت مذہب کے مرتکب اور اُن جہلاء کے گناہ کے ذمہ دار ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۳، صفحہ ۱۲۷)

انتباہ

علماء و مشائخ اور دین کے درور کھنے والے حضرات شرائط کے فقدان پر جمعہ قائم شدہ کو بند کرنے کے بجائے عوام کو اپنے حال پر رہنے دیں اور خود اپنی نماز ظہر ترک نہ کریں اور جہاں شرائط کا انتباہ ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھیں جس کی

تفصیل آتی ہے۔

فیصلہ حق

مذکورہ بالا اقوال کے اختلاف کی بناء پر محققین نے احتیاط الظہر کا حکم فرمایا یعنی ادائیگی جمعہ کے بعد چار رکعت مطلق (فرض نفل) نیت ذیل سے پڑھے

نویت اربع رکعات آخر ظہر ادر کثہ ولم اصلہ بعد

ترجمہ : میں نے اُن چار رکعت کی نیت کی ہے جو آخری ظہر جسے میں نے پایا لیکن ابھی تک نہ پڑھ سکا۔

اقوال الانمہ والفقہاء

مذکورہ بالا اقوال صرف فقہائے احناف کے ہیں۔ ائمہ غیر احناف (رحمہم اللہ) میں بھی شہر کی تعریف میں اختلاف ہے چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں

واختلف العلماء فی الموضع الذی تقام فیہ الجمعة فقال مالک کل قرية فیہما مسجد او سوق فالجمعة واجبة علی اهلها ولا یجب علی اهل العمود وان کثر والانہم فی حکم المسافرین وقال الشافعی واحد کل قرية فیہا اربعون رجلاً احرار بالغین عقلاء مقیمین بہا لا یظعنون عنہا صیفاً ولا شتاءً الا ظعن حاجة فالجمعة واجبة سواء کان البناء من حجر وخشب او طین او قصب او غیر ہا الخ۔ (عمدة القاری شرح البخاری فی باب الجمعة فی القری)

ترجمہ : جہاں جمعہ قائم کیا جائے اُس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا ہر وہ بستی جس میں مسجد یا بازار ہو۔ اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے لیکن اہل عمود پر جمعہ واجب نہیں اس لئے کہ وہ مسافروں کے حکم میں ہیں۔ امام شافعی و امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا کہ جس بستی میں چالیس (۴۰) آزاد بالغ مرد عقلاء موجود ہوں وہ وہاں سے سردیوں، گرمیوں میں قلب مکانی نہ کرتے ہوں سوائے ضرورت شدیدہ کے جب اتفاقی طور واقع ہو تو اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے۔ خواہ اُن کی رہائش مکان (پتھروں اور پکی اینٹوں سے تیار شدہ وغیرہ وغیرہ) یا کچے یا چھپر وغیرہ۔

تطبیق

اُصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں اختلاف الائمہ والعلماء ہو وہاں ایسے قول پر عمل کیا جائے جو دوسرے ائمہ کے اقوال کی بھی رعایت ہو جیسا کہ وضو کے مسائل میں ذکر مختار کتاب الطہارۃ فی بحث توافض الوضوء میں ہے

لا ينقضه مس ذكر لكن يده ندنا وامرأة و امرء لكن يذب الوضوء للخروج من الخلاف -

(ای خلاف الشافعی رحمہ اللہ)

ترجمہ : اپنے ذکر (عضوتاً صل) کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہاتھ کو دھوئے یہ نہ بآ ہے ایسے ہی عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگ جائے وضو نہ ٹوٹے گا ہاں وضو کرنا مندوب ہے تاکہ خلاف سے نکل جائے۔

یعنی وہ خلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور ہے کہ اُن کے نزدیک ذکر، عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ

اس قاعدے کی بے شمار مثالیں کتب فقہ و اصول میں موجود ہیں۔

ثبوت احتیاط الظہر

قاعدہ مذکورہ کی وجہ سے مصر کی تعریف میں فقہاء وائمہ اور احناف کا اختلاف ہے اگرچہ بعض کے قول کے نزدیک **شرح وقایہ** معتبر اور مفتی بہ ہے چنانچہ بحر الرائق وغیرہ میں ہے اسی لئے جن بڑے دیہات میں جمعہ پڑھایا جاتا ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے کیونکہ جو تعریف صاحب ہدایہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اُس کے لئے ادائیگی جمعہ میں شک ہی نہیں۔ جب اس کے شرائط موجود ہوں جس دیہات میں بعض شرائط ہوں اور بعض نہ ہوں تو بھی جمعہ کی ادائیگی مشکوک ہوگئی۔ ایسے ہی شہر میں ایک جمعہ ادا کیا گیا دوسری مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کا حال ہے اگرچہ ہمارے نزدیک شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ المبارک جائز ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں

تودی الجمعة في مصر واحد في مواضع كثيرة وهو قول ابن حنيفة وبه نأخذ هكذا في

البحر الرائق وعمی -

(ہدایہ، جلد ۱، صفحہ ۱۶۶، دعا لکیری، جلد ۲، صفحہ ۱۱ وغیرہ وغیرہ)

ترجمہ : ایک ہی شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ جائز ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے یعنی ہم اس قول کو لیتے ہیں۔

لطیفہ

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک شہر کتنا ہی کیوں نہ بڑا ہو صرف ایک مسجد میں جمعہ جائز ہوگا اور جمعہ کے لئے اُن

کے ہاں شہر کی شرط غلط ہے اسی لئے وہ چھوٹی بڑی بہتی میں جمعہ کی فرضیت کے قائل ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”احسن القرئی“

خلاصۃ الجواب

مذکورہ بالا دو قاعدوں اور احادیث صحاح و کتب فقہ و فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ جمعہ بجمیع شرائط مسقط ظہر ہے بلا شرائط ہرگز مسقط ظہر نہیں ہو سکتا اور جہاں کہیں شرائط میں شک پڑ جائے تو ظہر کی نماز احتیاطاً ادا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ دمشقی و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کتب میں مسطور ہے

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی امصر او غیرہ و اقام اہلہ الجمعة ان یصلو بالجمعة اربع رکعات وینوا الظہر حتی لو لم تقع الجمعة موضع ما ینخرج عن عہدة فرض الوقت ہکذا فی المحيط وفتح القدیر و فتاویٰ جواهر الفتاویٰ و بدر السعادة و التاتارخانیہ و ابراہیم شاہ و جامع الفتاویٰ و الکافی و فتاویٰ عتابیہ و فتاویٰ خزائن المفتین و خزائن العلوم و فتاویٰ المحمدیہ ان وقع الشک فی المصر فلیصلوا اربعاً فرض وقت بعد الفراع من صلوٰۃ الجمعة الخ۔

ترجمہ : جس جگہ شک پڑ جائے جمعہ کی نماز کے جواز میں جیسے مصر کی تعریف وغیرہ میں اگر وہاں کے لوگ نماز جمعہ ادا کریں لیکن اس کے بعد چار رکعت دیگر فرض پڑھیں تاکہ جمعہ نہ ہو تو فرض وقتی (عصر) سے یقینی طور پر رأت ہوگی۔

احتیاط الظہر

احتیاط الظہر دفع شک کے لئے پڑھی جاتی ہے کیونکہ ہمارے ملک پاکستان میں ادائے جمعہ کے شرائط جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکے ہیں۔ بعض اس ملک میں پائے جاتے ہیں اور کچھ نہیں پائے جاتے چنانچہ بادشاہ مسلم یا اس کا نائب اور حد و شرعیہ کا جاری ہونا اور مصر ظاہر روایت میں اس شہر کو کہتے ہیں جس میں بادشاہ یا نائب بادشاہ حد و شرعیہ جاری کرے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ متعدد جگہ ایک شہر میں جمعہ پڑھنا اکثر علماء دین کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ مکہ و مدینہ طیبہ میں ایک ہی جگہ جمعہ پڑھایا جاتا تھا۔ اسی لئے بعض علمائے دین نے کہا ہے کہ اگر کئی جگہ شہر میں جمعہ پڑھا جائے تو جنہوں نے پہلے پڑھ لیا ہوگا اُن کا جمعہ ادا ہو جائے گا۔ باقی تمام ظہر کی نماز ادا کریں اگر سب شک

کریں کہ پہلے کون سی جگہ ہوا تو اس صورت میں تمام ظہر کی نماز دوبارہ ادا کریں چنانچہ میزان الشعرانی میں ہے

ومن ذلك قول الائمة الاربعة لا يجوز تعدد الجمعة في بلد۔

ترجمہ: یعنی اس مسئلہ میں چاروں اماموں کا قول ہے کہ کسی جگہ میں ایک شہر میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔

جبکہ ایک جگہ جمعہ ہوتا ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جنہوں نے پہلے پڑھا ہے اُن کا ہوگا اور احتیاط الظہر کا حکم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور صاحبین کے ہم پلہ ہیں سے اور صحابہ تابعین سے مروی ہے چنانچہ کتاب رد المحتار یعنی شرح ہدایہ جلد دوم صفحہ ۱۰۶ میں ہے کہ

لما ابتلى اهل المصر باقامة الجمعتين بها مع اختلاف العلماء في جوازها امروا باقامتهم باءع الاربعة بعد الجمعة احتياطاً واختلفوا في نيتها قيل بنوي الظهر يومه وقيل اخر ظهري عليه وهو الا حسن وقيل الا حو طان يقول نويت اخر ظهري ادركت وقته ولم اصله بعد وقال الحسن اختياري ان يصلي الظهري بهذه النية ثم يصلي اربعاً نية السنة الخ۔

ترجمہ: شہر میں جب لوگ دو جگہ جمعہ پڑھنے میں مبتلا ہوئے حالانکہ اس مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف تھا اور حکم دیا گیا کہ تم لوگ جمعہ پڑھو لیکن اُس کے بعد چار رکعت ظہر احتیاطاً ادا کر لیا کرو اور اس کی نیت میں بھی اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ اس روز کی ظہر پڑھے، بعض نے کہا کہ یوں کہے کہ آخر ظہر کی نیت جس کا میں نے وقت پالیا اور ابھی اس کو پڑھا نہیں اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بہت پسندیدہ امر ہے کہ ظہر اسی طور سے پڑھے پھر چار رکعت سنت پڑھے۔ گویا یہ روایت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کیونکہ جو روایات اُن کے شاگردوں سے حاصل ہوتی ہیں وہ سب امام صاحب سے مروی ہیں۔ (رد المحتار، صفحہ ۴۶)

صاحب بحر الرائق ورد المحتار وفتح القدير و میزان الشعرانی نے بوجہ مفقود ہونے شرائط کے دوبار احتیاط الظہر کو پڑھنا واجب لکھا ہے اور فتاویٰ خانہ اور صاحب بحر الرائق نے بھی لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی و ابراہیم بن مہاجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو صحابی تابعین سے ہیں جب دیکھتے اپنے امیروں کو ظالم یا کوئی شرط مفقود تو جمعہ کے اَوَّل یا اس کے پیچھے بطور خفیہ ظہر کو ادا کرتے۔

ولذلك تاويلان وحكى في الظهريه والخانية عن ابراهيم النخعي و ابراهيم ابن مهاجر انهما كانا

یتکلفان وقت الخطبة فقیل لایراهم نخعی فی ذلك فقال انی صلیت الظهر فی داری ثم رحت الی الجمعة تقیة ولذلك تا ویلان احد هما ان الناس کانو فی ذلك الزمان فریقین منهم لایصلون الجمعة لانه کان لایری الجائرا سلطاناً و سلطانهم یومئذ کان جائراً فانهم کانو لایصلون الجمعة من اجل ذلك وکان فریق منهم یتربک الجمعة لان السلطان کان یؤخر الجمعة عن وقتها فی ذلك الزمان فکانو یاتون الظهر فی دارهم ثم یصلون مع الامام وتجعلونها سبحة ای نافلة۔ (قاضی خاں)

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اصحاب تابعین میں سے بھی سلطان جائز ہونے کی وجہ سے جمعہ کو ترک کر کے صرف ظہر ادا کرتے تھے۔ بعض ظہر کو خفیہ طور پر ادا کر لیتے اور جمعہ ظلی طور پر پڑھتے اور علاوہ ازیں کتب فقہ معتبرہ مثل فتح القدیر و شامی و عالمگیری وغرائب فہمیریہ و قیہ و معنی شرح ہدایہ و شرح سفر السعادت و منہر الفائق و فتاویٰ رحمانیہ و مجمع البحار وغیرہ میں لکھا ہے:

ان وقع الشك في المصر فليصلوا ربعا فرض الوقت بعد الفراغ من صلوة الجمعة واختلفوا في النية والصحيح ان يقول صلى الله تعالى اربع ركعات صلوة الظهر التي ادركت ولم اصلح بعد الخ۔

ترجمہ: جب شک پڑ جائے مصر میں تو لوگ چار رکعتیں پڑھیں فرضی وقت کے پیچھے نماز جمعہ کے اور اختلاف کیا انہوں نے نیت میں اور صحیح یہ ہے کہ کہے نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ کے چار رکعت نماز ظہر جو میں نے پائی ہے اور نہیں پڑھی۔

سوال

ایک بار قریضہ ادا کر کے دوبار پڑھنا ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لا یصلی بعد صلوة مثلها

ترجمہ: نماز پڑھنے کے بعد ویسی ہیئت پر نماز نہ پڑھنی چاہیے۔

جواب

علمائے دین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حدیث مذکور کی تشریح میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ اس سے مراد محلہ کی مسجد ہے کہ اس میں ایک بار جماعت کے بعد دوبار جماعت نہ ہو۔ (یعنی شرح کنز)

لیکن اگر ہیئت بدل لے جائے مثلاً امام کی جگہ دوسری جگہ جماعت ہو تو یہ جماعت جائز ہے (رد المحتار) اسے جماعت ثانیہ کہا جاتا ہے اہل سنت کا اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ مشہور ہے فقیر اویسی **فقیر** نے اُن کے فیض سے رسالہ لکھا "جماعت ثانیہ کا ثبوت" جو "فیض عالم" ماہنامہ (جامعہ اویسیہ بہاولپور) میں قسط وار شائع ہوا۔

صلوٰۃ الشک کا ثبوت

(۱) صحابہ کرام اگر تنہا نماز کو ادا کر لیتے تو پھر اگر جماعت مل جاتی تو اسی نماز کو دوبار امام کے ساتھ پڑھ لیتے۔

(۲) حضور ﷺ صحابہ کرام کو دوسری جماعت میں شمولیت کی تعلیم دیتے۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز میں کسی طرح کا شک پڑ جاتا تو اُس نماز کو دوبارہ ادا کر لیتے۔ چنانچہ داری و نسائی

و مشکوٰۃ میں بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ دو صحابی سفر میں نکلے اور اُن کو پانی نہ ملا دونوں نے تیمم

کر کے نماز پڑھی۔ بعد نماز ادا کرنے کے اُن کو اُسی وقت پانی ملا اور ایک نے وضو کر کے نماز کو دوبارہ پڑھ لیا اور دوسرے

نے ایسا نہ کیا اور دونوں نے حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دوبارہ نماز کو پڑھ لیا

ہے اس کو دو ہر ا ثواب ملا اور دوسرے کی نماز بھی ہوگئی لیکن یہ ثواب نہ ملا۔ (بہر حال) جمعہ میں شک گزر جانے پر احتیاط

الظہر کے بے شمار دلائل ہیں گذشتہ صدی کے اوائل میں جمعہ کی بعض شرائط کے فقدان پر بعض علمائے پنجاب و سندھ نے

سقوط جمعہ کا فتویٰ دیا تو علمائے اہل سنت نے اُن کی تردید میں رسائل و کتب تالیف فرما کر یہی ثابت فرمایا کہ فرضیت جمعہ

کسی طریق سے ساقط نہیں ہو سکتی اگر بعض شرائط مفقود ہیں تو چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے۔

سنن بعد الجمعہ

حضور نبی پاک ﷺ سے بعد الجمعہ دو اور چار رکعت ثابت ہیں۔

(۱) حدیث میں ہے کہ آپ جمعہ کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کے بعد چار رکعت ادا کیا

کرو۔

(۳) حضرت ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھ رکعت کا حکم دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

(۴) یحییٰ شرح بخاری میں ہے:

قال رسول الله ﷺ من كان منكم مصلياً بعد الجمعة فليصل أربعاً هذا حديث حسن صحيح -
(طحاوی وغیرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو چار رکعات پڑھے۔

فی مسند سعد بن ابی عبدالرحمن اسلمی قال علمنا ابن مسعود ان نصلی بعد الجمعة أربعاً فلما قدم علينا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ علمنا ان نصلی ستاً۔

ترجمہ: سعد ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنن میں عبدالرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں پھر جب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شہر میں تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں سکھایا کہ ہم چھ رکعت پڑھیں ارنے۔

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ چھ چار پرزائد ہیں اور امر زائد مثبت پر ہوا کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

المثبت مقدم لی النافی

ترجمہ: مثبت نفی کرنے والے پر مقدم ہوا کرتا ہے۔

پس بعد جمعہ کے چھ رکعت کا پڑھنا مختار ہوا اور یہ چار رکعت احتیاطی ملا کر دس رکعت ہوئیں چنانچہ کتب فقہ حنفیہ میں بھی ان کا ذکر ہے

انه یصلی بعد الجمعة عشر رکعات الخ۔ (در المختار)

ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ جمعہ کے بعد دس رکعت پڑھے۔

ازالہ وہم

دور حاضرہ میں ہر آردو کی چند کتابیں پڑھنے والا مجتہد ہے اسی لئے جمعہ کے بعد کی رکعات کے لئے دو اور چار میں اختلاف کرتے ہیں حالانکہ مذکورہ روایات سے چھ رکعات ثابت ہو رہی ہیں۔ دو رکعت سنت فعلی سے اور چار رکعات سنت قولی سے احناف کا تطبیق الروایات (بمطابق روایات) پر احسن عمل ہے کہ قولی فعلی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

(الحمد لله على ذلك)

سوال: جب جمعہ فرض ہے تو شرائط کا چکر کیوں؟

جواب:

چونکہ یہ نماز جمعہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے منسلک رہنے کی مصلحت ہے اسی لئے اس میں دواہم شرطیں ہیں۔

(۱) جمعہ میں خلیفہ اسلام (بادشاہ) یا اس کا نائب۔

(۲) شہر میں ادا کرنا۔

پہلی شرط کے بارے میں **یعنی شرح بخاری** میں ہے کہ حضرت ابن منذر **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے فرمایا کہ سنت یہی ہے کہ جمعہ قائم کرنا سلطان کا حق ہے یا جس کو اس نے قائم کیا ہو اگر یہ نہیں تو لوگ ظہر کی نماز پڑھیں۔

وقال ابن المنذر مضت السنة بان الذى يقيم الجمعة سلطان ومن قام بها با مره فاذا لم

يكن ذلك صلوا لظہر۔

اور حبیب ابن ثابت امام اوزاعی و محمد بن مسلمہ و یحییٰ بن عمر مالکی **رضی اللہ تعالیٰ عنہم** نے فرمایا کہ جمعہ بدوں خطبہ و امیر کے نہیں ہو سکتا اور ایک روایت امام مالک **رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** سے ہے کہ اگر بدوں سلطان کوئی شخص آگے ہو کر نماز جمعہ پڑھائے تو جائز نہ ہوگی اور کبیری **شرح منیہ** میں لکھا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کا محاصرہ کیا تو حضرت علی **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے حضرت عثمان **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** خلیفہ وقت سے اجازت لئے کہ جمعہ کی نماز پڑھائی۔

وعلى هذا كان السلف من الصحابة ومن بعدهم حتى ان علياً رضي الله عنه انما جمع ايام

محاصرة عثمان بامرہ۔

ترجمہ: اس پر سلف صحابہ اور اس کے بعد تابعین وغیرہ رہے ہیں حتیٰ کہ حضرت علی **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے حضرت عثمان **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے محاصرہ کے دنوں میں اُن کے حکم سے جمعہ پڑھایا تھا۔

فائدہ

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ جمعہ بدوں سلطان و نائب جائز نہ ہوگا ورنہ مسلمانوں کو نماز احتیاط ظہر پڑھنی ہوگی چنانچہ فتاویٰ عزیزی، جلد ۲ صفحہ ۳ میں ہے کہ جن ممالک اور جس جگہ جمع شرائط سے جمعہ پڑھایا جائے تو وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں وہاں صرف جمعہ کے بعد چھ رکعت پیشیں پڑھنی چاہئیں۔ پہلے چار اور پھر دو اور جہاں کہیں شرائط جمعہ میں شک پڑ جائے تو وہاں بعد از دو رکعت نماز جمعہ دس رکعات ادا کی جائیں چنانچہ شامی و شرح نقایہ وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے جس کے حوالہ جات فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔

شہر کی شرط:

جمعہ میں شہر کی شرط بھی اسی اجتماعیت کے پیش نظر ہے اور وہ بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے عملدرآمد سے ہے۔ اسی لئے ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں باوجود بادشاہ اسلام ہونے کے بھی جائز نہیں وہاں ظہر پڑھنی چاہیے ہاں اگر کہیں جمعہ قائم ہو چکا ہے اور لوگ مدت سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں تو ان کو جمعہ سے نہ روکا جائے جہاں ظہر کی نماز فرضاً بعد از جمعہ بستیوں میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں قریہ سے مراد شہر اور محلہ شہر مراد ہے۔ چنانچہ مجمع البحار و قاموس وغیرہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ قریہ شہر کو بولا جاتا ہے چنانچہ فرمایا:

وَقَالُوا لَوْلَا نَزَّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝

ترجمہ: اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔ (پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۱)



ای مکہ و طائف ذکرہ فی الکبریٰ و فتح القدیر

اور سورہ بقرہ میں ہے

ترجمہ: اس بستی میں۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۵۸)

یہاں بیت المقدس

مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ

ترجمہ: جو گزر ایک بستی پر اور وہ ڈھنی پڑھی تھی۔ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۹)

یہاں شہر ایلیا مراد ہے بلکہ اکثر مقامات پر ”قریہ“ کا اطلاق شہر پر آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے دیہات میں جمعہ بالکل جائز نہیں بڑے دیہات جو شرح دقایہ کی تعریف میں شہر سمجھے جاتے ہیں ایک قول پر جمعہ جائز ہے جہاں جمعہ کی شرائط کا شک ہو۔ وہاں سمجھدار حضرات احتیاط الظہر پڑھیں لیکن عوام کو نہ فرمائیں۔ غیر مقلدین وہابی دیہات چھوٹے گاؤں میں جمعہ کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ از بعد وصال آقائے نامدار حبیب کبریا ﷺ جمعہ کسی بستی چھوٹی یا کسی کنواں یا جنگل میں پڑھا دیا کرتے تھے۔

جواب: بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایسا کرنا ان کا اپنا اجتہاد تھا جو کہ بمقابلہ حدیث مرفوعہ کے قابل اعتبار نہیں

ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اپنی ظاہری زندگی میں کسی بہتی یا جنگل میں نہ جمعہ پڑھا ہے نہ کسی کو حکم دیا ہے بلکہ آپ نے عرفات ایام حجۃ الوداع میں باوجود یکہ آپ کے پاس کئی ہزار صحابہ موجود تھے لیکن آپ نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو حکم دیا اور نہ ہی آپ نے قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھایا یا باوجود یکہ فرضیت جمعہ کا علم آپ کو ہو چکا تھا اور مدینہ منورہ والے بادشاہ حضور ﷺ کو سمجھ کر جمعہ ادا کر لیا کرتے تھے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں اس لئے جمعہ نہ پڑھا کہ وہاں ابھی شوکت و حکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی اور یہ شعار اسلامیہ سے ہے جن کا اعلانیہ ادا کرنا لازمی تھا اسی لئے آپ مکہ معظمہ میں ادا نہ کر سکے۔ جمعہ اگر اور نمازوں کی طرح ہوتا تو ضرور ادا فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ و شوکت سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے۔ (دارقطنی)

تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی طرف جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہجرت فرما گئے تھے اور وہ عرصہ قریب چھ سال سے زائد ہے سوائے جمعہ کے تمام احکام جو ان کے ذمہ تھے ادا کئے لیکن جمعہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ ان کو جمعہ کی فرضیت کا علم پہلے سے ہی ہو چکا تھا۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر نے احسن القرى فی الجمعة فی القرى میں لکھی ہے۔

هذا آخر ما سطره الساطر

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

بہاولپور۔ پاکستان

۲۳ جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۱ء بعد صلوٰۃ العشاء